گرنتھ شریف

مع ترجمہ و الفاظ معانی

حصہ نہم

(Volume-9)

تمہید: ڈاکٹر شفیق ورانی

ترجمہ:

زرینہ کمال الدّین

کمال الدّین علی محمد

جملہ حقوق محفوظ

بارِ اول، 2006ء

Z. A. Printer

0300-8236659

پیش لفظ

گنانوں کے ترجمے کی نویں جلد قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ہمیں بے حد مسرت ہورہی ہے۔ اس جلد میں ہم نے مختلف پیروں اور سادات کے پچاس گنانوں کا انتخاب کیا ہے۔

سب سے پہلے ہم شیعہ امامی اسماعیلی طریقہ اینڈ ریلیجس ایجوکیشن بورڈ برائے پاکستان کے بہت ہی شکرگزار ہیں جن کی حوصلہ افزائی اور تعاون کے بغیر علمی سرگرمیوں کو جاری رکھنا ممکن نہیں۔

نیز ہم اپنے نہایت ہی عزیز اور قابل احترام دوست ڈاکٹر شفیق ورانی کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے نہ صرف اس کتاب کے مسودے کو دقتِ نگاہ سے دیکھا، اپنے قیمتی مشوروں سے ہمیں نوازا اور کئی مقامات پر ہماری اصلاح کی بلکہ اپنی گوناگون مصروفیات کے باوجود اس کتاب کی تمہید لکھنے کے لئے ہماری گزارش کو شرفِ قبولیت عطا کی۔

ڈاکٹر شفیق ورانی نے Harvard University سے PhD کیا ہے اور اس وقت وہ University of Toronto سے وابستہ ہیں۔ گنانوں کی زبانوں اور تعلیمات پر انہیں خاص دست رس حاصل ہے۔ برصغیر میں اسماعیلی دعوت، پیروں اور سادات کی حیات اور گنانوں پر ان کی تحقیقات اس شعبے کے طلبہ کے لیے بہت ہی قیمتی اثاثہ ہیں۔ اس کتاب کی تمہید سے اس شعبے میں ان کی علمیت کا بھرپور اظہار ہوتا ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں ان سے کسبِ فیض کا موقع ملا۔

ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ گنانوں کا ترجمہ کرتے ہوئے بعض اوقات ہمیں ایسے الفاظ ملتے ہیں جو بہت زیادہ قدیم ہونے کی بنا پر یا تو ان کا استعمال متروک ہو چکا ہوتا ہے یا پھر اُن کی صورت اتنی بدل چکی ہوتی ہے کہ لغت میں ان کے معانی کی تلاش بے سود ثابت ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں ہم ان سے قریب ترین لفظ کے معنی، گنان کے سیاق اور گنانوں میں دیگر مقامات پر استعمال ہونے والے ایسے ہی الفاظ اور تصورات کی روشنی میں موزون ترین معنی دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاہم اس کوشش میں ہم سے ہونے والی ہر قسم کی لغزشوں اور کوتاہیوں کے لیے ہم نہایت ہی عجز وانکساری سے زمانے کے امامؑ، ہمارے پیروں اور سادات کی مقدس ارواح اور جماعت سے معافی کے طلب گار ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ علوم گنان کے ماہرین اور زبان دانوں کی مدد سے ہم آئندہ بہتر سے بہتر تراجم پیش کرنے کے قابل ہوں گے۔

گنانوں یا ان کے پاٹھوں کے انتخاب اور متن کو پیش کرنے میں ہم نے ان ہی اصولوں اور ہدایات کو پیش نظر رکھا ہے جو ماضی میں منعقدہ طریقہ بورڈز کے بین الاقوامی ورکشاپ میں طے کی گئی ہیں۔

گنانوں کے متن کو کمپیوٹر پر کمپوز کرتے ہوئے ایک دشواری یہ سامنے آتی ہے کہ گنانوں کے تمام الفاظ مکمل صحت کے ساتھ اردو کے کسی بھی ایک font میں لکھنا ناممکن ہے کیونکہ گنانوں کی زبانیں دوسری ہیں جن کے تمام الفاظ کو لکھنے کی سہولت اردو کے کسی ایک font میں موجود نہیں۔ اس لئے ہم نے ایسے مشکل الفاظ کو لکھنے کے لئے ایسا font استعمال کیا ہے جس میں انہیں قریب قریب صحت کے ساتھ لکھا جاسکے۔ چنانچہ کتاب میں جہاں font میں تبدیلی نظر آتی ہے اس کی وجہ یہی ہے۔

نیز ہم نے یہ بھی محسوس کیا کہ گنانوں کے الفاظ کو صحیح تلفظ کے ساتھ لکھنے کے لئے بہت زیادہ اعراب کا استعمال کرنا پڑتا ہے جس سے متن (text) ثقیل اور دشوار ہو جاتا ہے اس لئے ہم نے اعراب کا کم سے کم استعمال کرتے ہوئے صرف انہی الفاظ پر اعراب لگانے پر اکتفا کیا ہے جو ضروری اور ناگزیر ہوں۔ جو الفاظ اردو سے بہت قریب ہیں، عام فہم ہیں اور جن کو پڑھنے میں قارئین سے غلطی کا کم سے کم امکان ہے انہیں ہم نے اعراب کے بغیر ہی چھوڑ دیا ہے۔

قارئین اس بات سے بھی آگاہ ہیں کہ گذشتہ سالوں کے دوران ITREB Ginan Group نے تمام گنانوں اور گرنتھوں کو ان کے روایتی سُروں میں رکارڈ کرنے کا کام مکمل کرلیا ہے جو cassettes، CDs اور MP3s کی صورت میں Ginans in Traditional Tunes کے نام سے 75 volumes میں دستیاب ہیں۔ قارئین کی سہولت کے لئے ہم نے ہر گنان کے ساتھ اس volume number کی بھی نشاندہی کردی ہے جس میں وہ گنان موجود ہے تاکہ اس گنان کو سننے کے خواہشمند افراد اس سے رجوع کرسکیں۔

جناب امیرعلی آسرانی نے اس کتاب کو کمپوز کرنے میں ہمیشہ کی طرح جس لگن اور محنت سے کام کیا ہے اس کے لئے ہم اس کے بہت شکر گزار ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ گنانوں سے دلچسپی رکھنے والے اس کتاب کو مفید پائیں گے۔

تمہید

نوٹ: اس مقالے پر اپنے قیمتی تبصروں کے لیے میں یونیورسٹی آف ٹیکساس کے ڈاکٹر سید اکبر حیدر کا بہت شکر گزار ہوں۔

صدیوں سے اسماعیلی پیروں کے گنانوں کی شاندار روایت جوں جوں ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی رہی ہے، جماعت کے ممبران احتیاط سے انہیں لکھتے رہے ہیں اور حفظ کرتے رہے ہیں۔ ان کے ترنم کی صدا اور ہیجان انگیز الفاظ نے ان فیضان رساں کلام کے پڑھنے اور سننے والوں کے دلوں کو ہمیشہ متاثر کیا ہے۔ یہ انمول ورثہ، روحانیت کا، آخرت کی راہ کی طرف ہدایت کا اور اِس جہان میں ہماری زندگی کے دوران ضروری انسانی اعمال کے لیے رہنمائی کا ایک خزانہ ہے۔[1]

الواعظ کمال الدین علی محمد اور الواعظہ زرینہ کمال الدین نے اس ادب (literature) کا مطالعہ کرنے اور ان کا ترجمہ کرنے کے کٹھن مراحل طے کئے ہیں۔ ان کے کام نے نہ صرف گنانوں کے متعلق بلکہ مجموعی طور پر قرونِ وسطی کی جنوبی ایشیائی نظموں کے متعلق ہمارے علم میں بہت زیادہ اضافہ کیا ہے، کیونکہ گنانوں کی تمثیلات اور الفاظ نے اس نہایت ہی فائدہ مند صوفیانہ معانی کی دنیا سے فائدہ اٹھایا ہے جو صوفیوں، جوگیوں، سادھوؤں، بھکتوں اور سَنتوں (درویشوں) کے لیے ایک مشترکہ ورثہ بن گئی تھی۔ اس شعبے کے تمام طلبہ اور گنانوں سے محبت رکھنے والے ان کی کوششوں کے مرہونِ منت ہیں اور میں تراجم کی اس جلد کی تمہید لکھنا اپنے لیے ایک اعزاز تصور کرتا ہوں۔

ایک کامیاب ادب کو بامقصد بننے کے لیے ثقافت میں گہرائی تک مضبوطی سے پہنچا ہوا ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین کلام قرآنِ شریف کو ایسی زبان میں اور ایسی تشبیہات و استعارے کے ساتھ نازل کیا گیا کہ عرب سننے والوں نے جب اسے سب سے پہلے پیغمبر صلعم کی زبان سے سنا تو اس نے انہیں بے حد متاثر کیا۔ مثال کے طور تلخ ترین اور دشوار گذار صحرائی موسم میں رہنے والوں کے لیے جنت کو سرسبز باغات، جھرنوں اور خوبصورت باغیچوں سے بھرپور ایک خوشگوار جگہ کی صورت میں پیش کیا گیا۔ قرآن شریف جہاں یہ بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہر قوم کے لیے انبیآء کو مبعوث فرمایا وہاں اُن انبیآء کے قصے بہت تفصیل سے بیان کرتا ہے جن سے عرب کے باشندے زیادہ واقف تھے۔ اِن ہی خصوصیات نے قرآن شریف کو صرف ایک مذہبی کتاب ہی نہیں بنایا بلکہ عربی ادب کا ایک نمونہ بھی بنایا۔

ہمیں اس حقیقت کی شہادتیں ملتی ہیں کہ اسلام جس خطے میں بھی پہنچا اس نے کس طرح مقامی زبانوں اور ثقافتوں سے فیض حاصل کیا۔ اسلام کی آمد سے پیشتر ایران ایک شاندار تہذیب ہونے کا دعویٰ کرسکتا تھا۔ اس سرزمین میں اسلامی ادب ایران کے دانشمند اور عادل بادشاہ انوشیروان کا تذکرہ کرتا ہے، اُن کے ہیرو رُستم کی شجاعت کے گن گاتا ہے اور تعجب سے اس تبدیلی کا تذکرہ کرتا ہے کہ جب بہار زمین پر زندگی واپس لے آتی ہے اور جس کے لیے نوروز کا جشن منایا جاتا ہے۔ جنوبی ایشیا کے مسلم مصنفین کو بھی اسی طرح کی قدیم اور پُرشکوہ تاریخی اور ادبی میراث وراثت میں ملی تھی۔ اس میراث کے لیے ان کی قدر دانی اسلامی ثقافت کی چند عظیم مقامی علمی تخلیق سے ظاہر

ہے مثلاً مَدُھومالتی کی صوفیانہ داستان جسے شیخ میر سید منجھن راج گیری نے، جو شطّاری سلسلے کے ایک صوفی تھے، سن 1545 میں تحریر کیا تھا[2]۔ چندایَن جسے مولانا داؤد نے سن 1379 میں مکمل کیا تھا[3]، اور اسماعیلی پیروں کے گنان۔ اِن ادبی تخلیقات کو جو کردار آباد کرتے ہیں اور زندگی عطا کرتے ہیں وہ قرونِ وسطٰی کے جنوبی ایشیا کی ثقافت، زبان اور تہذیب کی پوشاک میں ملبوس ہیں۔

الفاظ معانی کے وہ موتی ہیں اور گرامر وہ لڑی ہے جس سے ان موتیوں کو گُوندھا جاسکتا ہے۔ اِن دونوں کے علم کے بغیر ادب (لٹریچر) کی ہماری تفہیم میں ترقی کرنا مشکل ہے۔ گنانوں کے معاملے میں یہ ایک آسان کام نہیں۔ ان نظموں میں متعدد زبانیں اور بولیاں شامل ہیں جو صدیوں کی لسانی مدوجذر کی عکاسی کرتی ہیں۔ گنانوں میں اکثر دورِ جدید سے پہلے کی گرامری تشکیل پائی جاتی ہیں اور مختلف بندوں کے معنی کی سمجھ کے لیے ان سے مانوس ہونا ناگزیز ہے۔ اگرچہ حالیہ عشروں میں جنوبی ایشیا کی لسانیات اور لغت نویسی کے علوم نے بہت زیادہ ترقی کی ہے تاہم اب بھی بہت کام کرنا باقی ہے۔ گنانوں میں ایسے بہت سے الفاظ سامنے آتے ہیں جو کسی لغت میں نہیں پائے جاتے حتی کہ 11 جلدوں پر مشتمل ضخیم ''ہندی شبد ساگر'' اور گجراتی میں اتنی ہی جامع ''بھگوَد گو مَنڈل'' گنانوں کے الفاظ کی کثرت کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں[4]۔ بعض اوقات الفاظ کے اشتقاق تعبیر کے لیے آسان ہوتے ہیں۔ عام استعمال کی وجہ سے ''پـرتَك'' جیسا سادہ اور کثیر الاستعمال لفظ کا سمجھ پانا جماعت کے ایک ایسے عام فرد کے لیے بھی آسان ہے جو جنوبی ایشیا کی کوئی زبان بولتا ہو۔ اس کا مطلب ''واضح''، ''آشکار'' یا ''ظاہر'' ہے۔

مگر شاید کسی کو اس بات پر حیرت ہوگی کہ گجراتی یا ہندی زبان کے بعض ماہرین، جو اسماعیلی جماعت کے ممبر نہیں ہیں، اس لفظ کو پہچاننے میں بہت دشواری محسوس کریں گے کیونکہ جدید دور میں بولی اور لکھی جانے والی زبانوں میں یہ لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ لیکن اگر یہ معلوم کرلیا جائے کہ ''پرتک'' کا لفظ سنسکرت لفظ ''پرتیَکش'' سے نکلا ہے تو اس الجھن کو بڑی آسانی سے سلجھایا جاسکتا ہے۔ ''پرَتیَکش'' کا لفظی ترجمہ ''نظروں کے سامنے'' بلکہ ''جسمانی حواس سے فورًا قابلِ ادراک'' ہے۔ اس لفظ کے اشتقاق کی فہم گنانوں کے لیے ہماری قدردانی میں اور بھی اضافہ کردیتی ہے۔ جب امام کو ''پرَتک'' کہا جاتا ہے تو اس کا مطلب صرف یہ نہیں کہ وہ ظاہر ہیں بلکہ وہ اتنے ظاہر اور آشکار ہیں کہ جیسے وہ عین ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ صرف نابینا ان کی شان و شوکت کے ادراک سے قاصر رہتا ہے۔

تاہم دوسرے الفاظ اتنی آسانی سے قابلِ فہم نہیں۔ ہم ایک عام لفظ ''پیانٹا'' کو لیں جو اس جلد کے تیسرے گنان ''جاکے پاچھم دیسے نے کھنڈ عراق ماہیے'' کے پانچویں پاٹھ میں استعمال ہوا ہے۔ یہ گنان امامؑ کے ہاتھوں شر کی قوتوں کی شکست کا ایک انتہائی واضح بیان ہے۔ سننے والا اس کے ڈرامائی بیان سے مبہوت ہو جاتا ہے جس میں جنگ کی افراتفری، ڈھول کی تھاپ اور رتھوں (chariots) کے تابڑ توڑ حملوں کا بہت زیادہ تفصیلی بیان ہے۔ ہر پاٹھ کے ٹیپ کے مصرع (refrain) ''ناس رے ناس رے تُو دَیت کالینگا'' یعنی ''بھاگ بھاگ اے دشمنِ دین'' سے جوش و ولولہ اپنے عروج کو پہنچ جاتا ہے۔ اس بیان میں لفظ ''پیانٹا'' آتا ہے جو بیشتر لغت میں نہیں پایا جاتا۔ قرونِ وسطیٰ کے جنوبی ایشیا

کے ادب کے نقاد اسے تَرُون پربھا چاریہ کی تخلیق شَـڈا وَشیَك بالا وَ بودھ میں جو 1366 میں مرتب ہوئی، مَتی سار کی کَرپُورمَنجری جو 1549 میں مرتب ہوئی یا پھر اسی طرح کے دیگر ادب پاروں میں پائیں گے[5]۔ یہ لفظ ایک عام قابل فہم لفظ ''پَریاݨ'' سے بنا ہے اور یہاں روانگی کے بنیادی معنی کے علاوہ نہایت ہی موزونیت کے ساتھ فوجوں کے کوچ کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے جو حملے کے لیے تیار ہو۔

اکثر اوقات گنان کے مصنفین نے اپنے کلام میں انتہائی دلکش الفاظ کا استعمال کیا ہے، ایسے الفاظ جن کی بازگشت جنوبی ایشیا کے دیگر ایسے ہی متعلقہ ادب میں اسی طرح کے معنی کی ترجمانی میں سنائی دیتی ہے۔ اس مجموعے کے سولھویں گنان یعنی پیر صدردینؒ کے گنان ''مِلورِکھیسَر میڑا مِلو'' میں ہمیں ایک مصرع ملتا ہے ''تھار بھرو سَگ موتِیئے''۔ بالکل اسی طرح کی ترکیب ہمیں گجرات کے مشہور ترین شاعر نرسِینہ مہتا کی نظم میں ملتی ہے ''تھاڑ بھری شَگ موتِیئے''۔[6] دونوں شاعروں نے اپنی ترکیب کی تزئین کے لیے ایک خاص دلکش لفظ کا انتخاب کیا ہے۔ جب موتیوں، چاولوں یا اسی طرح کی دیگر اشیاء کو ایک ڈھیر کی صورت میں اس طرح جمع کیا جاتا ہے کہ ان کی ایک مخروطی (conical) شکل بن جاتی ہے، اُسے شَگ یا سَگ کہتے ہیں۔ اس طرح موتیوں کو تھال میں سجائے جانے کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔

جب ایک صدی سے کچھ زیادہ عرصہ پہلے گنان پہلی مرتبہ شائع ہونا شروع ہوئے تو ایڈیٹروں نے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ ان کے بہت سے الفاظ قارئین کے لیے مانوس نہیں ہوں گے۔ بعض ابتدائی اشاعتوں میں ہمیں

گنانوں میں ایسے الفاظ نظر آتے ہیں جن کی وضاحت قوسین میں دی گئی ہے۔ مثال کے طور پر 1905 میں شائع ہونے والی خوجکی کی کتاب 102 گنان جی چوپڑی، بھاگ چوتھو (102 گنان کی کتاب حصّہ چہارم) میں گنان ''ست پنتھ ست نُو مُکھ چھے'' میں (جو اِن واعظین نے گنانوں کے ترجمے کے اپنے سلسلے کی ساتویں جلد میں شائع کیا ہے) مالک کے روحانی جسم کے متعلق بیان میں یہ سطر آتی ہے ''جَپ تَپ چھے بے پاٹ'' یعنی ''اُن کے دو پاٹ ذکر اور ریاضت ہیں''[7]۔ اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے کہ بہت سے قارئین کو یہ نہیں معلوم ہوگا کہ پاٹ کا لفظ سنسکرت لفظ پاڻی سے نکلا ہے جس کے معنی ہاتھ کے ہیں، ایڈیٹر نے قوسین میں آسان لفظ ہاتھ ڈال دیا ہے۔ ابتدا ہی سے گنانوں کے مشکل الفاظ کے معنی منسلک کرنا زیادہ باقاعدہ اور مفصل بن گیا تھا۔ خاص طور پر اسکول کے بچوں کے لیے تیار کئے گئے مواد میں یہ زیادہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ خوجکی میں اسکول کی کتابیں مثلاً پندر گنان، پچیس گنان، پچاس گنان وغیرہ جو متعدد ایڈیشنوں میں شائع ہوئی ہیں، اُن سب میں مشکل الفاظ کے معنی موجود ہیں۔ جو کتابیں باقی بچ گئی ہیں ان سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سلسلہ کم از کم بیسویں صدی کے ابتدائی دور سے ہاتھ سے لکھی ہوئی خوجکی سنگی طباعت (lithograph) سے شروع ہوا تھا۔[8]

بعض گنانوں کے ساتھ مشکل الفاظ کے معنی منسلک کرنے کے عمل کو نفاست کے نئے مرحلے تک لے جایا گیا۔ مثال کے طور پر جب ست وینڈ موٹی کا تیسرا ایڈیشن گجراتی میں شائع کیا گیا تو اس کے ساتھ نہایت ہی مشکل الفاظ کا عالمانہ ترجمہ منسلک کیا گیا۔[9] یہ واضح نہیں کہ اس گرانقدر خزانہ کو کس نے

مرتب کیا تھا مگر ممکن ہے کہ وہ عالم شخص ممبئی کے ولی نانجی ھُدٰی (متوفّی 1959) تھے جنہوں نے Wladimir Ivanow کے ساتھ اشتراک سے گنانوں کا پہلا عالمانہ انگریزی ترجمہ شائع کیا تھا۔[10] اس حقیقت سے قطع نظر کہ کس نے اس گجراتی فرہنگ کو مرتب کیا تھا، یہ کام انتہائی مشکل الفاظ پر مہارت، زبان کے استعمال اور کردار میں گہری بصیرت کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کے وقت جنوبی ایشیائی زبانوں کے لغات نفاست کے موجودہ معیار تک نہیں پہنچے تھے اس لئے اس اشاعت میں موجود عالمانہ گہرائی اور درستگی حیرت انگیز ہے۔ گنانوں کے الفاظ کو سمجھنے میں گجراتی میں ایک اور اہم کام وزیر جعفر علی بھائی رائی ابجی بَھلوانی (متوفی 1990) کی دو جلدیں "پیروتھا سَیّد و رَچِت گنانو: شبدارتھ۔ بھاوارتھ ساتھے" ہیں جن میں 100 سے زاید گنانوں کے ترجمے اور مشکل الفاظ کے معنی موجود ہیں۔[11] انگریزی میں جہاں تک گنانوں کے لسانی فہم میں کردار کا تعلق ہے تو یہ اعزاز Christopher Shackle اور Zawahir Moir کی کتاب Ismaili Hymns from South Asia: An Introduction to the Ginans کو حاصل ہے۔[12] اس کتاب میں بندشوں کے لسانی تجزیہ کے علاوہ ایسی فرہنگ شامل کی گئی ہے جس میں نہ صرف الفاظ کا تعارف موجود ہے بلکہ جملہ کے اجزاء، زبان کی اصل اور اشتقاق کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

الواعظ کمال الدین علی محمد اور الواعظہ زرینہ کمال الدین کے ترجمہ کا عظیم منصوبہ اس وسیع میدان میں ایک تازہ اضافہ ہے۔ قارئین کے ہاتھوں میں اس سلسلے کی نویں جلد ہے جس میں اب تک 470 گنانوں یا گنان کے منتخب

حصے ترجمہ کیے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ جو گرنتھ انہوں نے ترجمہ کیا ہے وہ ان سے علحٰدہ ہیں۔ ان کے کام کا موثر حصہ گنانوں کی اتنی بڑی تعداد ہی نہیں جن کا ترجمہ کیا گیا ہے بلکہ وہ احتیاط بھی ہے جو اس ترجمہ میں اختیار کی گئی ہے۔ گنانوں کے بعض کم مایا تراجم آسانی سے مل جاتے ہیں جو اکثر ایسے افراد نے ترجمہ کیا ہے جنہوں نے اگرچہ نیک نیتی سے یہ کام کیا ہے مگر ان کے پاس جنوبی ایشیا کی زبانوں اور ادب کے متعلق شاید کم علم ہو۔ قارئین کے سامنے موجود یہ کام ایک الگ معیار کا ہے۔ ہر جلد میں موجود تفصیلی فرہنگ (مشکل الفاظ کے معنی) ان تراجم کی تیاری میں وقف کیے گئے خیالات کی گہرائی کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ دونوں مترجم اس ادب کی لسانی خصوصیات پر مضبوط گرفت رکھتے ہیں اور اس لیے اس کام کے لیے وہ خصوصیت کے ساتھ اہل ہیں۔ فرہنگ کے انفرادی الفاظ کی وضاحت کے لیے انہوں نے بہت سی لغات سے استفادہ کیا ہے اور دشواری کی صورت میں دوسرے ماہرین سے بھی مشورہ کیا ہے۔ جہاں شک ہو وہاں انہوں نے کسی بند یا لفظ کے ایک سے زیادہ معانی بھی دیئے ہیں۔

جنوبی ایشیا کے اسماعیلی لٹریچر کے تمام اسکالر اور اسماعیلی جماعت کے تمام ممبران جو گنان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے معانی کی سمجھ کو وسیع کرنا چاہتے ہیں وہ الواعظ کمال الدین علی محمد اور الواعظہ زرینہ کمال الدین کے کام کے ممنون ہیں۔ انہوں نے گنانوں کے اسکالرشپ میں ایک اعلیٰ معیار قائم کیا ہے جن کے لیے آنے والی نسلیں ہمیشہ ان کی احسان مند رہیں گی۔

ڈاکٹر شفیق ورانی

یونیورسٹی آف ٹورونٹو، کینیڈا۔

1. Shafique N. Virani, "Symphony of Gnosis: A Self-Definition of the Ismaili Ginān Literature," in *Reason and Inspiration in Islam: Theology, Philosophy and Mysticism in Muslim Thought*, ed. Todd Lawson (London: I.B. Tauris, 2005).

2. Mīr Sayyid Manjhan Shaṭṭārī Rājgīrī, *Madhumālatī*, ed. Mātāprasād Guptā (Allahabad: Mitra Prakashan, 1961), Mīr Sayyid Manjhan Shaṭṭārī Rājgīrī, *Madhumālatī: An Indian Sufi Romance*, trans. Aditya Behl and Simon Weightman (Oxford: Oxford University Press, 2000).

3. Mawlānā Dā'ūd, *Chāndāyan*, ed. Mātāprasād Guptā (Varanasi: Vishvavidyālaya Prakāshan, 1967).

4. Mahārājā Bhagavatsiṃhjī, *Bhagavadgomaṇḍal*, 9 vols. (Rajkot, India: Pravīṇ Prakāshan, 1944; reprint, 1986), Shyāmasundaradās et al., *Hindī Shabdasāgar*, 11 vols. (Varanasi: Nāgarīprachāriṇī sabhā, 1986).

5. Matisār, *Karpūramañjarī*, ed. Bhogīlāl J. Sāṇḍesarā (Mumbai: 1941), Taruṇaprabhāchārya, *Ṣaḍāvaśyak Bālāvabodh*, ed. Prabodh Be. Paṇḍit (Mumbai: Bhāratiya Vidyābhavan, 1976).

6. M.B. Belsare, *An Etymological Gujarati-English Dictionary [Gujarātī Añgrejī Ḍikashanarī]*, 2nd ed. (New Delhi: J. Jetley for Asian Educational Services, 2001), s.v. shag.

7. Lālajī: bhāī: Devarāj, ed., *102 Ginanaji: chopadi: bhag chotho*, 2nd ed. (Mumbai: Imāmī: Isamāilī: Nīsāl: taraphathī: Lālajī: bhāī: Devarāj: Dhī: Khojā: Sindhī: Chhāpākhānuṃ:, 1961V.S. / [1905]).

8. See, for example, *Pandhar: ginān: nī: chopaḍi:*, ed. Imāmi: Isamāili: Khojā: Jamāt: Nisāl: taraphathi:, 2nd ed. (n.p.: Imāmi: Isamāili: Khojā: Jamāt: Nisāl: taraphathi: Dat: Pirasād: Pires:, 1958 V.S. / [1902]). Cf. Lālajī: bhāī: Devarāj, ed., *50 Ginān*, 2 ed. (Mumbai: Dhi Khojā Sindhi Pares, 1975 V.S. /1918 (on title page), 1919 (on cover)), Rahematulā Vīrjī, ed., *Pachis Ginan ni chopaḍi: Agharā shabado māyanā sāthe*, 10th ed. (Mumbai: Dhī Rīkrīeshan Kalab Insṭīṭayuṭ Pres Ḍīpārṭamenṭ nā On. Sekreṭarī Rahematulā Vīrjīe Dhī Khojā Sīndhī Prīnṭīṅg Pres, 1989 V.S. / 1933).

9. Nūrmuḥammad Shāh, *Sataveṇī Moṭī*, ed. Lālajī: bhāī: Devarāj, 1st Gujarati ed. (Mumbai: Dhī Khojā Sīndhī Chhāpakhānuṃ, 1975 V.S. / 1919), Nūrmuḥammad Shāh, *Sataveṇī Moṭī*, ed. V. En. Hudā, 3rd Gujarati ed. (Mumbai: Isamāilīāṃ Esosieshan Mumbaī māṭe Pres Sekreṭarī Mī. Vī. En. Hudāe Ismāilī Prinṭīṅg Pres, 1949). The second edition is not available to me.

10. "Specimens of Satpanth Literature," in *Collectanea*, ed. Wladimir Ivanow (Leiden: E.J. Brill, 1948).

11. Vazīr Jāfaralībhaī Rāī Abjī Bhalavāṇī, *Pīro tathā Saiyyado rachit Gināno: Shabdārth-Bhāvārth sāthe*, 3rd ed., 2 vols. (Mumbai: Dārul Ilm Prakāshan, 1994).

12. Christopher Shackle and Zawahir Moir, *Ismaili Hymns from South Asia: An Introduction to the Ginans* (London: School of Oriental and African Studies, University of London, 1992).